سوال نمبر2(الف)(i) **التباس:** بزرگ کے لیئے آزمائش یہ تھی کہ اس کے کمرے اور آخری سیڑھی کے درمیان کم و بیش دس گز کا فاصلہ تھا۔

سوال نمبر2(الف)(ii) بزرگ کو ۔۔۔۔ اطمینان ہوتا تھا؟

اس کو اطمینان اس وجہ سے ہو جاتا تھا کہ اس کے پوتے اور پوتیوں کے حملے سے اس کا کمرہ محفوظ ہے۔

سوال نمبر2(الف)(iii) بزرگ کو کس ۔۔۔۔ ہوتی تھی؟

بزرگ کو اس چیز کی پریشانی ہوتی کہ اس کمرے کے دونوں پٹ کھلے ہوتے تھے اور دروازے کے باہر کمرے کی کوئی نہ کوئی چیز پڑی ہوتی تھی

سوال نمبر 2(الف) (iv) مصنف نے ۔۔۔۔۔۔۔ کیفیت کو کیسے بیان کیا ہے؟

مصنف بزرگ کی پریشانی کی کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ اس کی پریشانی شکن آلود ہو جاتی تھی اور چہرے کی بوڑھی رگیں زیادہ نمایاں ہو کر اس کی کرب انگیز دلی کیفیت کا اظہار کرنے لگتی تھی۔

سوال نمبر 2(الف) (v) بچوں نے کمرے ۔۔۔۔۔۔۔ مچائی تھی؟

بچوں نے پلنگ کی چادر، جسے اس کی بہو نے صرف ایک روز پہلے بدلا تھا۔ اس پر جا بجا مکھیاں بھنبھنا رہی تھی۔ انھوں نے پلنگ پر بیٹھ کر کوئی میٹھی چیز کھائی ہے اور گرائی زیادہ تھی۔

سوال نمبر 2(الف) (vi) مکھیاں کہاں ۔۔۔۔۔۔۔ کیوں؟

مکھیاں پلنگ کے اوپر بھنبھنا رہی تھی کیونکہ بچوں نے پلنگ پر بیٹھ کر کوئی میٹھی چیز کھائی ہے اور گرائی زیادہ تھی۔

سوال نمبر 2(الف)(vii) دروازے کے پٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علامت تھی ؟

دروازے کے پٹ کھلے ہونا اس بات کی علامت تھی کہ بچے کمرے میں داخل ہو گئے ہیں اور کمرے انہوں نے تباہی مچا دی ہے۔

سوال نمبر 2(الف)(viii) **عبارت کا خلاصہ :** اس عبارت میں اولڑاچ سیوم کے سبق کے اس ٹکڑے کا ذکر ہے جس میں (بچے) بچوں کا بزرگ کو پریشان کرنا اور بزرگ کی اپنی پریشانی کو ظاہر کیا گیا ہے۔ بزرگ پہلے سے ہی اونچا سننے سے پریشان ہوتا اور دوسرا ان کے پوتیاں اور نواسیاں اس کا کمرہ خراب کرکے اس کو پریشان کرتے تھے۔

سوال نمبر 2(ب) (i) اللہ تعالیٰ کی شان :-

پہلے شعر میں اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے - اللہ تعالیٰ تنہائی میں بھی اپنے بندے کے ساتھ موجود ہوتے ہے اور جب کوئی محفل لگتی ہے تو اس میں اللہ موجود ہوتے ہیں - یعنی اللہ دونوں جگہوں پے تنہائی اور محفلوں میں موجود ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 2(ب) (ii) غبارِ راہِ طیبہ کی اہمیت:

"غبارِ راہِ طیبہ" سے مراد مدینہ منورہ کی گلیوں کی خاک ہے اور اس کی اہمیت یہ ہے کہ جو بھی اس سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بصیرت یعنی دنیا اور آخرت کا حقیقت جاننے کی توفیق عطا کرتا ہے اور اس خاک کی بدولت انسان کو شفا دونوں روحانی اور بدنی بیماریوں سے ملتا ہے۔

سوال نمبر 2(ب) (iii) عشق:

شاعر عشق کے بارے میں فرماتا ہے کہ اگر شخص یا محبوب حسین، معصوم، حیادار اور نادان ہو تو عشق کی راہ پر آکر وہ شوخ ہو جاتا ہے اور اس میں شرارت آجاتی ہے جو معصوم ہوتا ہے اس کو شوخ بنا لیتا ہے اور جو نادان ہوتا ہے اس کو شرارتی بنا لیتا ہے۔

یہاں شاعر نے عشق کی خصوصیات بیان کی ہے اور کہتا ہے کہ جو بھی عشق کی راہ پر آئے گا وہ بدل جاتا ہے۔

سوال نمبر 2(ب) (iv)

حالِ دل:

شاعر حالِ دل سے اس لیئے قاصر ہے کیونکہ لیکن دل پر انتہائی غم افسوس و درد کی وجہ سے اس کا ہاتھ اس کے دل سے جدا نہیں ہوتا جس ہاتھ سے وہ دل کا حال لکھتا ہے اور اسی وجہ سے وہ حالِ دل لکھنے سے قاصر ہے۔

شاعر یہاں اپنے دکھ درد اور افسوس کے بیان کو اظہار کر رہا ہے۔

.....

سوال نمبر 2(ب) (v)

نوجوانوں کا موازنہ:

شاعر یہاں پر نوجوانوں کا موازنہ کرتا اور ہے تنقید کرتا ہے کہ تمہاری نسبت اپنے اسلاف جیسی بالکل بھی نہیں ہے کیونکہ تم لوگ صرف باتیں کرتے ہو اور تم لوگوں کا کردار بھی اتنا پختہ نہیں ہے جبکہ تمہارے اسلاف تمہارے بزرگ عقیل مند کردار کے مالک اور وہ سیارہ تھے آوارہ تارے جو ادھر ادھر (بکھرے) ہیں۔

.....

سوال نمبر 2(ج) (i)

کنایہ کی تعریف: اس کی لفظی معنی چھپی ہوئی بات ہے۔
جب لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس سے حقیقی معنی بھی مراد لیا جا سکے۔
مثلاً: لفظی معنی پوشیدہ بات ہے۔
اس کو حالی نے کہا یعنی اس کو سانپ نے کھایا
اس میں ہمیشہ دور کی معنی مراد لی جاتی ہے۔

شعری مثال:

؎ کتنا بدنصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

.....

سوال نمبر 2(ج) (ii)

ترکیب نحوی:

سلیم کتاب پڑھ رہا ہے۔

سلیم: فاعل

کتاب: مفعول

پڑھ رہا: فعل

ہے: فعل ناقص

سوال نمبر 2(ج) (iii)

مجاز مرسل: جب لفظ اپنے حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق موجود نہ ہو۔

مثال:

- احمد نے بوتل پی
- جائے کو چولہے پر رکھ دو

سوال نمبر 2(ج) (iv)

ذو معنی الفاظ: ایسے الفاظ جو ایک سے زیادہ معنی رکھیں۔ یا ایسے الفاظ جن کی ایک سے زیادہ معنی ہو ذو معنی الفاظ کہلاتے ہیں۔

مثال:

کان: قیمتی چیز کا خزینہ (سونے کی کان) وغیرہ

کان: جسم کا اعضاء

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1) پیراگراف: اور اس کے بعد وہ سب ۔۔۔

۔۔۔ اور جا چکا تھا۔

سبق کا نام: چغل خور (لوک کہانی)

مصنف کا نام: شفیع عقیل

سیاق و سباق: * یہ پیراگراف ہمارے درسی کتاب کے سبق چغل خور سے لیا گیا ہے جس کے مصنف شفیع عقیل ہے۔
اس سبق میں شخص ہوتا ہے جس کا کام صرف اور صرف چغلی لگانا ہوتا ہے۔ اصل میں یہ اس کی عادت بن چکی تھی اور اس عادت سے وہ انتہائی پریشان تھا۔ اس کا کام ایک کی چغلی دوسرے کو لگانا تھا وہ اپنے اس عمل سے پریشان تھا۔ وہ جتنی بھی کوشش کرتا وہ ضرور بھی یہ کام کر بیٹھتا۔ اس عمل کی وجہ سے اس روز گا اور اس کی تمام عزت اپنے گاؤں میں ختم ہو چکی تھی۔

* ایک روز اس نے فیصلہ کیا کہ وہ دوسرے گاؤں جا کر اپنا اوزگا راور اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں گا۔

* وہ جب دوسرے گاؤں میں پہنچا تو ادھر وہ ایک کسان سے ملا جا کر اور اس کو درخواست کی کہ مجھے کام پر رکھ لو۔ جو نکہ کسان کو پہلے سے ہی ایک کام کرنے والے کی ضرورت تھی تو اس نے چغل خور کو کام پر رکھ لیا۔ کسان نے تنخواہ کی طلب کی تو چغل خور صرف یہ کہا کہ آپ مجھے کھانا اور کپڑے

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2) عنایت کرو میں پرے میں آپ کے سارے کام سر انجام دوں گا - لیکن میری ایک شرط ہے چغل خور نے کہاں - وہ یہ ہے کہ میں آپ کی چھ ماہ بعد چغلی لگایا کرونگا - کسان نے اسے منظور فرمایا۔
چھ ماہ کے بعد چغل خور نے کسان کی چغلی لگا دی اور جس کے نتیجے میں کسان کے بھائی اور سالے اور بیوی آپس میں لڑ پڑے -

تشریح: اس عبارت میں اس لمحے کا ذکر ہے کہ جب سارے لوگ یعنی اس کے خاندان والے آپس میں لڑ پڑے اور اس کے بعد وہ سب ایک دوسرے پر پل پڑے - وہ سر پھٹول ہوئی وہ لاٹھیاں چلیں کہ سب خون میں نہا گئیں - آخر اد گرد کے کھیتوں میں کام کرنے والے دوسرے لوگ بھاگ کر آئے اور انھوں نے بیچ بچاؤ کرکے انہیں ایک دوسرے سے الگ کر دیا - پھر جب ان سب کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہوا تو ان لوگوں نے طلب کیا کہ کیا ہوا سب نے جواب دیا کہ اس طرح ایک نوکر آیا اور اس نے یہ بتایا۔
اس کے بعد وہ سارے کے سارے مل کر چغل خور کی تلاش میں چلے لیکن اس وقت تک چغل خور گاؤں چھوڑ کر کہیں اور جا چکا تھا -

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

اشعار : مجھے اس قوم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تاج سردار
تمدن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا گہوارہ
وہ صحرائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غیور اللہ
کہ منعم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا یارا

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبال
نظم کا نام : خطاب بہ جوانانِ اسلام

تشریح : علامہ محمد اقبال کی مشہور نظم خطاب بہ جوانانِ اسلام جس میں وہ آج کے نوجوانانوں کے الہو اوپر تنقید کرتا ہے اور ان کو اپنی کوئی ہوئی عظمت دوبارہ جگانے کی کوشش کرتا اور ان کو اپنے اباواجداد یعنی اسلاف سے آگاہ کرتا ہے۔ نظم کے ان اشعار میں شاعر علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں کہ اے نوجوانوں آپ کو اس قوم نے اپنی محبت میں پالہ ہے جس نے اپنے وقت کے مشہور ایرانی بادشاہ جس نے اپنی عظمت کی بنا پر پوری دنیا میں حکومت قائم کی تھی۔ اس کے تخت اور تاج کو اپنے پاؤں میں روند دیے۔ اسی طرح انہوں نے اس شخص کا خاتمہ اور اپنا مقام دنیا میں بلند کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے انکے تہذیب وغیرہ سب کچھ کو ختم کر دیا اور دنیا میں ایک نیا مقام پایا۔
اقبال کا ایک مشہور شعر جو انہوں نے اپنے نوجوانوں کے بارے

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

فرمایا۔

؎ محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے کمند

اس کے علاوہ اقبال فرماتے ہے کہ آپ کے اسلاف اس رتبے اور مرحلے والے تھے جنہوں نے دنیا کو تہذیب، زرین سین کا طریقہ اور اس کے علاوہ ان لوگوں نے ایسے ادارے بنائے جس کی بنا پر آج پوری دنیا چل رہی ہے۔ یعنی انہوں نے دنیا کو تہذیب، رہن سہن کے طریقے اور اسلوب سکھایا اور یہ لوگ وہی تھے جب کے پہلے مسلمان تھے جنہوں نے صحراؤں وغیرہ میں اونٹوں کو چرایا۔

آخری شعر میں شاعر فرماتا ہے کہ آپ کے اسلاف اتنے غیور یعنی غیرت مند تھے کہ انہوں نے دنیا میں اپنا ایک نام وغیرہ اور عزت کمائی ہے۔ یہ لوگ فقیر تھے یعنی ان کے پاس اتنا مال و جداد نہیں تھا لیکن انہوں نے دنیا میں اپنا ایک مقام قائم کیا تھا۔ اور وہ کسی بھی مالدار اور پیسے والے کی اتنی جراءت نہیں تھی کہ وہ ان اللہ والوں کو کسی انعام سے نوازے۔

اور اگر کوئی مالدار اور پیسے والے ان کو کسی انعام سے نوازتا تو اللہ والے ان سے خفہ اور ناراضگی کا اختیار کرتے کیونکہ ان کو اس کی حیثیت کا اندازہ تھا اور ان کے سامنے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

شعر: ایماں مجھے روکے ۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔ مرے آگے

شاعر کا نام: یہ شعر مرزا اسد اللہ خان غالبؔ کی لکھی ہوئی غزل سے لیا گیا ہے۔

تشریح: یہ شعر مرزا اسد اللہ خان غالبؔ کی لکھی ہوئی غزل میں سے ہے۔
مرزا اسد اللہ خان غالبؔ کو شعر امیں وہ امتیاز بھی حاصل ہے جسے اغاز شعر گوئی کہا جاتا ہے۔ آپ زندگی کا شاعر ہے۔ آپ کی کلام میں شعری حسن، شعریت، جمالیت اور بے ساختہ پن نمایاں شعری خصوصیات ہے۔
اس شعر میں شاعر مرزا اسد اللہ خان غالبؔ بیان کرتے ہے کہ میرا ایماں اور میرا عقیدہ اس قدر پختہ ہے کہ اس دنیا میں جتنی بھی ریاستیں، حکومتیں اور مذاہب آجائے تو وہ میرے عقیدے کو ذرا سی بھی خراش نہیں دے سکتا یہاں غالب اپنے عقیدے کی پختگی کی بات کر رہا ہے کہ میرا ایمان کعبے سے اس قدر پختہ ہے یعنی اسلام سے کہ کوئی بھی اسی ناخوشگوار اور ایماں کا خلاف چیز آئی ہے اور وہ مجھے اپنی طرف راغب کرتی ہے تو بھی میرا ایماں مجھے اس سے محفوظ کرتی ہے۔
جس طرح اگر کوئی شخص کسی اونچے پہاڑ سے چلانگ

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2) لگا رہا ہو یہ کسی دریا میں غوطہ لگا رہا ہو
تو آگے سے پکڑیں گے یا پیچھے سے؟ یقیناً پیچھے سے۔
اس لیئے غالب کہتا ہے کہ جب میں گمراہی کی طرف چل رہا
ہوتا ہوں تو یہ ایمان اور یہ اسلام میں مجھے پیچھے سے پکڑ کر
محفوظ کر لیتی ہے۔

شعر: گو ہاتھ کو جنبش نہیں ---- مرے آگے

تشریح: مرزا اسد اللہ خان غالب زندگی کے شاعر ہے۔ ان
کو شعراء میں یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ ان کا ہر کلام بھی
محفوظ ہے جسے انداز شعر گوئی کہتے ہے۔ کلام میں شعریت
شعری حسن، جامعیت اور بے ساختہ پن نمایاں ترین خصوصیات
ہے۔
شاعر یہاں زندگی کے آخری لمحوں کا ذکر کرتے اور فرماتے
ہے کہ آخری وقت قریب ہے انتہائی کمزوری کی وجہ سے
میرے ہاتھوں میں حرکت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ لیکن کیا ہوا
اگر ہاتھوں میں تو قوت ہے۔ اس لیئے میرے سامنے سے شراب
اور ساغر نہ ہٹاؤ کیونکہ اس کو دیکھ کے میرے دل کو تسلی
ہوتی رہے۔
شاعر یہاں زندگی میں کے آخری لمحوں کی اہمیت بیان کر رہے
اور موت اور موت میں فرق بھی بیان کر رہے ہے۔ اور
اسی طرح وہ کہتے ہوئے کہ زندگی کا جو بھی لمحہ ہو اسے اچھے
سے گزارنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر لمحہ ضروری ہوتا ہے۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

خط

از کمرہ امتحان،
نمبر ۱۔ ب ج
۱۹ اپریل ۲۰۲۶ء

پیارے چچا جان!

اسلام وعلیکم۔

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں بھی خیریت سے ہوں۔ جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ عید آنے والی ہے اور خوشیوں کا ایک عظیم موقع آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قربانی کے لیئے ایک جانور بھی خرید لیا ہے۔ سارے انتظامات تکمیل اور باقی چیزوں کی ہوگئی ہے لیکن مجھے جو کمی محسوس ہورہی وہ آپ کی کمی ہے اس لیئے میں آپ سے اس بات کی التجا کرتا ہوں کہ آپ آئے اور میرے ساتھ عید کی عظیم اور خوشی بھرے دن میرے ساتھ گزاریں اور دن کو ایک یادگار بنادیں۔ آپ کے آنے سے ہمارے پورے گھر والے بہت خوش ہونگے اور خاص کر میرے پیارے ابا جان اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا عید کا دن انتہائی اچھے سے گزار جائے گا اور ہمارے لیئے ایک یادگار بھی بن جائے گا۔

والسلام۔

آپ کا بتیجا

ع۔ی۔ے۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون: والدین کی اطاعت

خاکہ:

(i) مقامِ والدین (ii) قرآن و حدیث کی روشنی

(iii) خدمتِ والدین (iv) والدین کے لیے دعا

(v) اولاد کا فرض

اللہ تعالیٰ نے والدین کے مقام کو انتہائی درجہ عطا کیا ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد ہے کہ دنیا میں سب اونچا مقام والدین کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی کامیابی کو اسی کو قرار دیا ہے۔

اللہ اور اس رسول کے بعد سب سے اونچا مقام والدین کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کو دنیا و آخرت کی کامیابی بھی قرار دی ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمیں یہ کہ اپنے والدین کی خدمت کرو ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ ہے کہ

ترجمہ:

اور والدین کی اطاعت کرو بڑوں کا کہنا مانو تاکہ تمہیں کامیابی مل سکے۔

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

اسی طرح بہت جگہوں پر والدین کی خدمت کا تذکرہ آیا ہوا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپؐ نے صحابی سے فرمایا کہ **والدین کی خدمت کرو** ان سب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں والدین کی خدمت کرنی چاہئے اور ان کا کہا ماننا چاہئے۔

آپؐ نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں والدین کی خدمت کی اہمیت اور اس کی فضیلت واضح کی ہے۔

اسی طرح بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے والدین کی خدمت کرنے کا کہا۔

والدین کے کام میں ان کا ساتھ مدد کرنی چاہئے اور ان کو کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے اور قرآن میں بھی

"کہ **اپنے والدین کو اف تک نہ کہو**"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ لیئے اور خاص طور پر اپنے والدین کے لیئے دعا مانگو۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی دعا کو ان کے لیئے فرمائے ان کی خدمت کرنا اور ان کے کام اس کا ساتھ دینا۔

ہمیں والدین کے لیئے ہر دن اور ہر رات دعا کرنی اور خدمت ان کے لیئے تحفے وغیرہ دینے چاہئے۔ اسی طرح ہر غم میں ان کا ساتھ دینا چاہیے اور ان کو کسی بھی قسم کی تکلیفوں سے دور رکھنا چاہئے۔ والدین کو اف تک نہیں کرنا چاہئے۔

ہمارے والدین ہماری پوری زندگی خدمت کرتے ہے اور ہماری زندگی کا اصل فرض تب آتا ہے جب وہ بوڑھے ہوتے ہیں

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3) جب بھی اور کسی کے بھی اگر والدین بوڑھے ہو جائے تو ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی خدمت کریں اور ان کی نمازوں کا خیال رکھیں۔
ان کو اسی طرح اور اس لوئے سے ان کے ساتھ پیش آئے جس طرح اور جس لوئے کے ساتھ وہ لوگ ساتھ بچپن میں پیش آتے تھے۔
قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں ذکر ہے کہ:

آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے والدین کی بوڑھاپے میں خدمت کریں اور ان کا خیال رکھیں۔

اس ترجمے سے ہمیں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور ان کی خدمت بھی سے سر انجام دینا چاہئے اور ان کے لئے ہمیشہ مغفرت کی دعا مانگنی چاہئے۔
ان دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ سب کو نیکی کی راہ پر اور اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں اور ہمارے والدین کو جنت عنایت فرمائیں۔ آمین۔